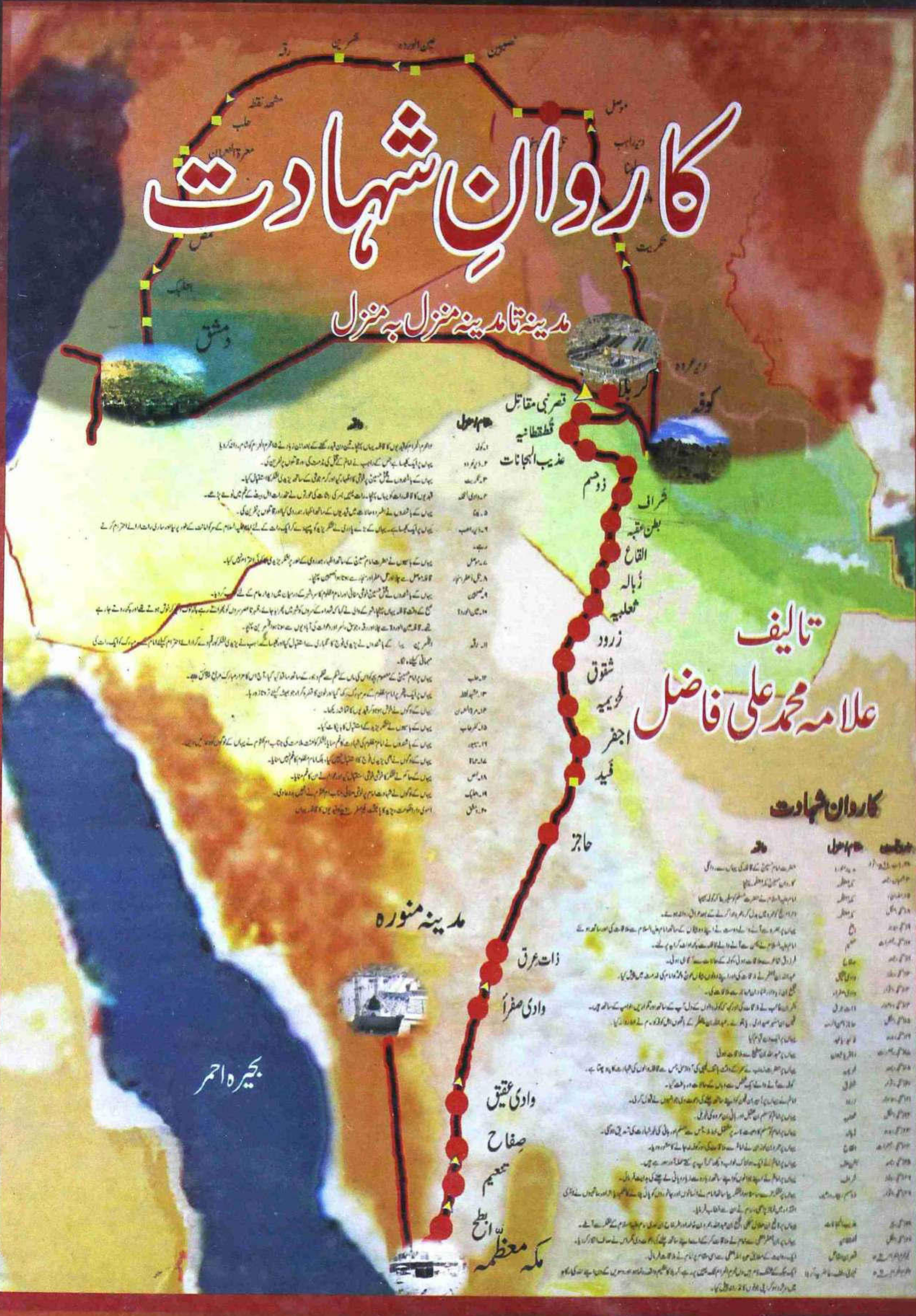
کاروانِ شہادت

مدینہ تا مدینہ منزل بہ منزل

تالیف

علامہ محمد علی فاضل



قال سیّد الشّھدآء ابو عبد الله الحسین علیه السلام :

............اِنَّمَا خَرَجْتُ لِطَلَبِ الْاِصْلَاحِ فِی اُمَّةِ جَدِّی ....

کاروانِ شہادت

مدینه تا مدینه، منزل به منزل

HadiTV

تالیف

حجۃ الاسلام والمسلمین علامہ محمد علی فاضل مدظلہ العالی

ناشر:

مکتبۃ الھادی

جامعۃ الکوثر ۔ اسلام آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعارف کتاب

نامِ کتاب: کاروانِ شہادت، مدینہ تا مدینہ، منزل بہ منزل

تالیف: حجۃ الاسلام والمسلمین علامہ محمد علی فاضل

پیشکش: ہادی ٹی وی اسلام آباد مرکز

ناشر: مکتبۃ الہادی _ جامعۃ الکوثر **اسلام آباد**

تعاون: جامعہ امام جعفر صادق علیہ السلام (رجسٹرڈ)

راجن پور، پنجاب پاکستان

فنی تعاون: مہدی فاضل

ملنے کا پتہ: مکتبۃ الہادی - جامعۃ الکوثر سیکٹر H-8/2

اسلام آباد فون: 0333-6446072

اشاعت دوم: 2010ء

ہدیہ: -/350 روپے

چونکہ امام علیہ السلام بھی اپنے ساتھیوں سمیت روانہ ہو چکے تھے کہ اثناء راہ میں انہیں عربوں کا ایک گروہ ملا، امامؑ نے ان سے راستے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے یہی کہا کہ: "ہم اس کے سوا کچھ نہیں جانتے کہ نہ تو کہیں پر جا سکتے ہیں اور نہ ہی کہیں سے آ سکتے ہیں"

امام نے بہر حال اپنا سفر جاری رکھا اور چونکہ حصین بن نمیر کے ساتھ چار ہزار کا لشکر تھا، اس نے ایک ہزار کا لشکر حُر بن یزید ریاحی کی کمان میں دے دیا جبکہ بعض روایات کے مطابق حُر ایک ہزار کا لشکر لیکر براہ راست کوفہ سے امام علیہ السلام کی نگرانی پر مامور ہوا۔

سلطان کم سپاہ فرزندِ رسول خداؐ کے قافلہ میں جو دو اسدی آدمی تھے وہ روایت کرتے ہیں کہ "امامؑ کے قافلہ سے کسی نے راستے کے درمیان جبکہ ظہر کا وقت بھی قریب ہو رہا تھا، اچانک نعرہ تکبیر بلند کیا، امام علیہ السلام نے بھی "اللہ اکبر" کہا، اور ساتھ ہی پوچھا کہ "کس وجہ سے یہ نعرہ بلند کیا ہے؟" کہا مجھے وہ سامنے سے خرما کے کچھ درخت نظر آ رہے ہیں!!، ان دونوں اسدیوں نے کہا "یہاں پر خرما کا ایک درخت بھی موجود نہیں ہے" امام علیہ السلام نے ان سے پوچھا: "تو پھر تم کیا سمجھتے ہو؟" انہوں نے کہا: "دشمن کے لشکر کے نیزے اور ان کے گھوڑوں کی گردنیں معلوم ہوتی ہیں"

امام علیہ السلام نے فرمایا: "میں بھی یہی سمجھتا ہوں"

پھر پوچھا:

"آیا ادھر کہیں پر کوئی ایسی پناہ گاہ موجود ہے جہاں پر ہم جا کر اسے اپنی پشت پر قرار دیں اور دشمن ہمارے سامنے رہے اور صرف ایک ہی طرف سے ہم اس کے روبرو ہوں!!"

انہوں نے کہا: ہاں! یہاں سے بائیں جانب "ذوحُسَم" نامی ایک جگہ ہے، یہ سن کر امام علیہ السلام نے ادھر کو چلنے کا حکم دیا، جبکہ دشمن کی فوج بھی اُسی طرف کو بھاگے آ رہی تھی، مگر امام کا قافلہ ان سے پہلے پہنچ چکا تھا۔

۱۸۔ ذوحُسَم
(اتوار، ۲۷/ ذی الحجہ ۶۰ھ)

(مقتل الحسین مقرم ص ۱۸۲) میں ہے کہ "ذوحُسَم" ایک پہاڑ کا نام ہے، جہاں نعمان بن منذر شکار کھیلا کرتا تھا۔
۲۷/ ذی الحجہ بروز اتوار امام علیہ السلام کا نوری کاروان اس منزل پر پہنچ گیا اور حکم دیا کہ یہیں پر خیمے نصب کئے جائیں۔

حر کی ملاقات:

ظہر کا وقت تھا کہ حر بن یزید ریاحی اپنے ایک ہزار لشکر کے ساتھ یہاں پہنچ گئے اور امام علیہ السلام کے قافلے کے سامنے آ کھڑے ہوئے، امام علیہ السلام نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ "ان لوگوں کو بھی سیراب کرو اور ان کے جانوروں کو بھی جی بھر کے پانی پلاؤ!" امامؑ کا حکم پا کر آپ کے ساتھیوں نے دشمن کے لشکر اور ان کے گھوڑوں کو خوب خوب سیراب کیا، چنانچہ اب پتہ چلا کہ امام علیہ السلام نے منزلِ شراف پر اپنے جوانوں کو زیادہ سے زیادہ پانی اپنے ساتھ لے چلنے کا حکم کیوں دیا تھا؟

علی بن طعان کہتا ہے کہ:

میں حر کے لشکر میں تھا مگر کسی وجہ سے لشکر سے پیچھے رہ گیا تھا لہٰذا دیر سے یہاں پہنچا کہ جب کہ کچھ سیراب ہو چکے تھے، بہت تھکا ہوا اور پیاسا تھا جب امامؑ نے میری اور گھوڑے کی یہ کیفیت دیکھی تو بنفس نفیس میرے پاس مشک لیکر آئے اور فرمایا: "لو پانی پئو!!" جب میں نے مشک سے پانی پینا چاہا تو پانی مشک کے دہانے سے زمین پر بہنے لگا، اور میں صحیح طور پر پانی نہیں پی سکتا تھا، امامؑ نے فرمایا: "مشک کے دہانے کو اچھی طرح پکڑو تا کہ پانی نیچے نہ گرے" میں حواس باختہ تھا اور میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کروں؟ اتنے میں امام علیہ السلام نے مشک کا دہانہ پکڑا اور پانی کو گرنے سے بچایا، اور اپنے ہاتھوں سے مجھے پانی پلایا، تو میں نے بھی خوب سیر ہو کر پانی پیا اور میرے گھوڑے نے بھی۔

بقول خوارزمی۔ امام علیہ السلام نے اس سپاہ سے پوچھا کہ

"تم کون ہو؟" تو انہوں نے جواب دیا کہ

"ہم امیر عبیداللہ بن زیاد کے سپاہی ہیں"

آپ نے پوچھا: "تمہارا کمانڈر کون ہے؟"

انہوں نے کہا: "حر بن یزید ریاحی!"

امامؑ نے حر سے پوچھا کہ:

"ہماری امداد کیلئے آئے ہو یا ہمارے ساتھ جنگ کرنے کیلئے؟"

حر نے جواب دیا کہ: "ہم آپ کا مقابلہ کرنے اور آپ کو روکنے کیلئے آئے ہیں!"

یہ سن کر امام علیہ السلام نے خدا سے حول اور قوت کی درخواست کی اور کہا:

"لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّابِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيم"

غرض سب انسانوں اور جانوروں نے جی بھر کر پانی پیا، جب کچھ دیر ستا لئے تو اتنے میں نماز ظہر کا وقت ہو گیا امام نے اپنے موذن ــــ حجاج بن مسروق جعفی ــــ کو اذان کہنے کا حکم دیا، حجاج نے اذان کہی، اقامہ نماز کیلئے امامؑ اپنے خیمے سے باہر تشریف لے آئے اور حر سے فرمایا: ''آپ لوگ ہمارے ساتھ نماز پڑھیں گے یا اپنی علیحدہ جماعت کرائیں گے؟'' انہوں نے عرض کیا: ''نہ! ہم بھی آپ ہی کے ساتھ باجماعت نماز پڑھیں گے''

چنانچہ امام علیہ السلام آگے، آپ کے ساتھی آپ کے پیچھے کھڑے ہوئے اور حر اور ان کا لشکر ان کے پیچھے کھڑے ہوئے اور نماز ظہر باجماعت ادا کی۔

امام کا خطاب

نماز کے بعد حضرت ابا عبد اللہ الحسین علیہ السلام کھڑے ہو گئے اور تلوار کی ٹیک لگا کر حر اور اس کے لشکر سے یوں مخاطب ہوئے:

''اَمَّا بَعْدُ ، اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّھَا مَعْذِرَۃٌ اِلَی اللّٰہِ وَاِلَیْکُمْ وَاَنِّیْ لَمْ اٰتِکُمْ حَتّٰی اَتَتْنِی کُتُبُکُمْ وَقَدِمَتْ بِھَا رُسُلُکُمْ اَنْ اَقْدِمْ عَلَیْنَا فَاِنَّہٗ لَیْسَ لَنَا اِمَامٌ ، وَلَعَلَّ اللّٰہَ اَنْ یَّجْمَعَنَا بِکَ عَلَی الْھُدٰی ، فَاِنْ کُنْتُمْ عَلٰی ذٰلِکَ فَقَدْ جِئْتُکُمْ فَاَعْطُوْنِی مَااَطْمَئِنُّ بِہٖ مِنْ عُھُوْدِکُمْ وَمَوَاثِیْقِکُمْ ، وَاِنْ کُنْتُمْ لِمَقْدَمِی کَارِھِیْنَ اَنْصَرِفُ عَنْکُمْ اِلَی الْمَکَانِ الَّذِی جِئْتُ مِنْہُ اِلَیْکُمْ ''

اے لوگو! میری گفتگو تمہارے لئے اتمام حجت ہے اور خدا کی بارگاہ میں ادائے فریضہ ہے، میں تمہارے پاس اس وقت تک نہیں آیا جب تک کہ تمہاری طرف سے میرے پاس تمہارے خطوط اور ایلچی نہیں آئے، اور وہ بھی مسلسل اور پے در پے اور تمہارا کہنا تھا کہ ''ہمارا کوئی امام اور پیشوا نہیں ہے لہٰذا آپ ہمارے پاس تشریف لائیں تا کہ، اس طرح سے اللہ تعالیٰ ہماری ہدایت اور رہنمائی فرمائے'' لہٰذا اگر تم اپنی اس دعوت پر قائم اور اس کے پابند ہو تو اب میں تمہارے پاس آ چکا ہوں، لہٰذا میرے ساتھ پختہ عہد کرو کہ میرا ہر طرح سے ساتھ دو گے، لیکن اگر میرا آنا تمہیں ناگوار ہے تو میں ابھی وہیں کو واپس چلا جاتا ہوں جہاں سے چلا تھا۔

یہ سن کر سب خاموش رہے کوئی مثبت یا منفی جواب نہیں دیا، پھر نماز عصر بھی اسی طرح سب نے امامِ عصر کی اقتدا میں ادا

کی، بعد از نماز امام علیہ السلام نے دوسرا خطبہ ارشاد فرمایا:

"اَمَّا بَعْدُ ، اَیُّهَا النَّاسُ فَاِنَّکُمْ اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ وَتَعْرِفُوا الْحَقَّ لِاَهْلِهٖ یَکُنْ اَرْضیٰ لِلّٰهِ ، وَنَحْنُ اَهْلُ بَیْتِ مُحَمَّدٍ (ص) اَوْلیٰ بِوِلَایَةِ هٰذَا الْاَمْرِ مِنْ هٰؤُلَاءِ الْمُدَّعِیْنَ مَا لَیْسَ لَهُمْ وَالسَّآئِرِیْنَ بِالْجَوْرِ وَالْعُدْوَانِ، وَاِنْ اَبَیْتُمْ اِلَّا الْکِرَاهَةَ لَنَا الْجَهْلَ بِحَقِّنَا وَکَانَ رَأْیُکُمُ الْآنَ غَیْرَ مَا اَتَتْنِیْ بِهٖ کُتُبُکُمْ اَنْصَرِفُ عَنْکُمْ"

اے لوگو! اگر تم خدا سے ڈرو اور اس بات کو تسلیم کرلو کہ حق کو اہلِ حق کے پاس ہی رہنا چاہیے، تو یہ بات خداوند عالم کی خوشنودی کا موجب ہوگی، اور ہم اہلِ بیت محمدؐ لوگوں پر حکومت اور ان کی رہبری کیلئے ان (بنی امیہ) سے زیادہ شائستہ اور سزاوار ہیں، جو اس مقام کے غلط دعویدار ہیں، اور ہمیشہ ظلم و فساد اور خدا کے ساتھ دشمنی پر کمربستہ ہیں پڑے ہوئے ہو، ہم سے روگردانی کر چکے ہو، ہمارے حق کو نہیں سمجھتے اور اب تمہاری وہ مرضی نہیں جو تم نے خطوط میں اور ایلچیوں کے ذریعے ظاہر کی تھی تو میں ابھی اور یہیں سے واپس لوٹ آتا ہوں۔

جب آپ نے خطبہ ختم کیا تو حر نے کہا: "ہمیں ان دعوت ناموں کا کوئی علم نہیں ہے"

اُس وقت امامؑ نے "عقبہ بن سمعان" کو حکم دیا کہ وہ دونوں خورجینیں لے آؤ جو اہلِ کوفہ کے خطوط سے بھری ہوئی ہیں۔

عقبہ بن سمعان وہ خورجینیں امام کی خدمت میں لے آئے، امامؑ نے ان خطوط کا ڈھیر حر کے سامنے رکھ دیا، حر نے دیکھ کر کہا: "ہم نے یہ خطوط نہیں لکھے، ہم تو بس اس بات پر مأمور ہیں کہ آپ کا سامنا کرتے ہی آپ کو ابن زیاد کے پاس لے چلیں"

امامؑ نے مسکرا کر فرمایا:

"اَلْمَوْتُ اَدْنیٰ اِلَیْکَ مِنْ ذَالِکَ"

تو اس وقت تمہاری موت تمہاری اس پیشکش کی نسبت زیادہ قریب ہے۔

اس کے بعد امام نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا "اٹھو تیاری کرو!"

پس سب قافلہ والے تیار ہو کر اپنی اپنی سواریوں پر سوار ہو گئے، امام نے اپنے قافلہ سے کہا "واپس چلو!" یہ سن کر حر اور ان کے ساتھی آڑے آ گئے اور قافلہ کی روانگی سے مانع ہوئے، امام نے حر سے فرمایا:

کی، بعد از نماز امام علیہ السلام نے دوسرا خطبہ ارشاد فرمایا:

"اَمَّا بَعْدُ، اَیُّھَا النَّاسُ فَاِنَّکُمْ اِنْ تَتَّقُوا اللّٰہَ وَتَعْرِفُوا الْحَقَّ لِاَھْلِہٖ یَکُنْ اَرْضیٰ لِلّٰہِ، وَنَحْنُ اَھْلُ بَیْتِ مُحَمَّدٍ (ص) اَوْلیٰ بِوِلَایَۃِ ھٰذَا الْاَمْرِ مِنْ ھٰؤُلَاۗءِ الْمُدَّعِیْنَ مَا لَیْسَ لَھُمْ وَالسَّآئِرِیْنَ بِالْجَوْرِ وَالْعُدْوَانِ، وَاِنْ اَبَیْتُمْ اِلَّا الْکَرَاھَۃَ لَنَا الْجَھْلَ بِحَقِّنَا وَکَانَ رَأْیُکُمُ الْآنَ غَیْرَ مَا اَتَتْنِیْ بِہٖ کُتُبُکُمْ اَنْصَرِفُ عَنْکُمْ"

اے لوگو! اگر تم خدا سے ڈرو اور اس بات کو تسلیم کر لو کہ حق کو اہلِ حق کے پاس ہی رہنا چاہیے، تو یہ بات خداوند عالم کی خوشنودی کا موجب ہوگی، اور ہم اہلِ بیت محمدؐ لوگوں پر حکومت اور ان کی رہبری کیلئے اِن (بنی امیہ) سے زیادہ شائستہ اور سزاوار ہیں، جو اس مقام کے غلط دعویدار ہیں، اور ہمیشہ ظلم و فساد اور خدا کے ساتھ دشمنی پر کمر بستہ ہیں پڑے ہوئے ہو، ہم سے روگردانی کر چکے ہو، ہمارے حق کو نہیں سمجھتے اور اب تمہاری وہ مرضی نہیں جو تم نے خطوط میں اور ایلچیوں کے ذریعے ظاہر کی تھی تو میں ابھی اور یہیں سے واپس لوٹ آتا ہوں۔

جب آپ نے خطبہ ختم کیا تو حر نے کہا: "ہمیں ان دعوت ناموں کا کوئی علم نہیں ہے"

اُس وقت امامؑ نے "عقبہ بن سمعان" کو حکم دیا کہ وہ دونوں خورجینیں لے آؤ جو اہلِ کوفہ کے خطوط سے بھری ہوئی ہیں۔

عقبہ بن سمعان وہ خورجینیں امام کی خدمت میں لے آئے، امامؑ نے ان خطوط کا ڈھیر حر کے سامنے رکھ دیا، حر نے دیکھ کر کہا: "ہم نے یہ خطوط نہیں لکھے، ہم تو بس اس بات پر مأمور ہیں کہ آپ کا سامنا کرتے ہی آپ کو ابن زیاد کے پاس لے چلیں"

امامؑ نے مسکرا کر فرمایا:

"اَلْمَوْتُ اَدْنیٰ اِلَیْکَ مِنْ ذَالِکَ"

تو اس وقت تمہاری موت تمہاری اس پیشکش کی نسبت زیادہ قریب ہے۔

اس کے بعد امام نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا "اٹھو تیاری کرو!"

پس سب قافلہ والے تیار ہو کر اپنی اپنی سواریوں پر سوار ہو گئے، امام نے اپنے قافلہ سے کہا "واپس چلو!" یہ سن کر حر اور ان کے ساتھی آڑے آ گئے اور قافلہ کی روانگی سے مانع ہوئے، امام نے حر سے فرمایا:

''ثَکَلَتْکَ اُمُّکَ مَا تُرِیْدُ؟''

تمہاری ماں تمہارے سوگ میں بیٹھے، آخر تم چاہتے کیا ہو؟

یہ سن کر حر نے کہا:

''اگر آپ کے علاوہ کسی اور شخص نے میری ماں کا نام لیا ہوتا تو اسے بتاتا کہ میری ماں کا نام کیسے لیا جاتا ہے؟ لیکن خدا کی قسم! چونکہ آپ کی ماں سیدۃ نساء العالمین ہیں لہٰذا میں کچھ نہیں کہتا''

(نوٹ: اگر حر چاہتے تو امامؑ کے جواب میں ادب کو بالائے طاق رکھ کر آپ کی توہین کے مرتکب ہوتے، لیکن نہ، بلکہ انہوں نے ادب واحترام کو ملحوظ خاطر رکھا اور خداوند عالم کی خاص مہربانی سے امامؑ کی توہین سے باز رہے، شاید یہی ادب واحترام ہی تھا جو وقت آخر ان کی نجات کا سبب بن گیا اور انہیں امام کی خدمت میں لے آیا اور توبہ کرنے پر آمادہ کیا، اور خوارزمی کے بقول: حر نے امام سے یہ بھی کہا: ''خدا کی قسم مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ اگر آپ سے جنگ کروں تو دنیا و آخرت دونوں میں نقصان اٹھاؤں گا'')

غرض امام علیہ السلام نے حر سے پوچھا: ''تم کیا چاہتے ہو؟''

انہوں نے کہا: ''میں آپ کو ابن زیاد کے پاس لے جاؤں گا''

امامؑ نے فرمایا: ''ایسا نہیں ہو سکتا'' انہوں نے کہا میں ہرگز نہیں چھوڑوں گا''

اور اس طرح کے جملوں کا تین بار تبادلہ ہوا آخر میں حر نے کہا: ''مجھے آپ سے جنگ کرنے کا حکم نہیں ہے بلکہ یہ ماموریت دی گئی ہے کہ آپ سے اس وقت تک جدا نہ ہوں جب تک کہ آپ کو کوفہ نہ لے چلوں، لیکن اگر آپ ادھر چلنے کیلئے تیار نہیں ہیں تو پھر نہ مدینہ اور نہ ہی کوفہ، بلکہ کوئی اور راستہ اختیار کریں تا کہ میں خط لکھ کر ابن زیاد کو تازہ ترین صورتحال سے آگاہ کروں میں یہ سمجھتا ہوں کہ جنگ سے بہتر یہی صورتحال ہے''

امام علیہ السلام نے عذیب اور قادسیہ سے بائیں طرف کے راستے کو اختیار کیا اور حر آپ کے قدم بہ قدم ساتھ چلتے رہے۔

(تاریخ طبری جلد ۵) کے مطابق، عتبہ بن ابی عیزار کہتے ہیں کہ حضرت امام حسین علیہ السلام مقام ''ذو حسم'' پر رکے اور یہیں پر لشکر حر سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

''اِنَّہٗ مِنَ الْاَمْرِ مَاقَدْ تَرَوْنَ، وَاِنَّ الدُّنْیَا قَدْ تَغَیَّرَتْ وَتَنَکَّرَتْ وَاَدْبَرَ مَعْرُوْفُھَا وَاسْتَمَرَّتْ جِدًّا، فَلَمْ یَبْقَ مِنْھَا اِلَّا صُبَابَةٌ کَصُبَابَةِ الْمَآءِ وَ خَسِیْسِ عَیْشٍ کَالْمَرْعَی

الْوَبِیْل___اَلَاتَرَوْنَ اَنَّ الْحَقَّ لَا یُعْمَلُ بِہٖ وَاَنَّ الْبَاطِلَ لَا یُتَنَاھٰی عَنْہُ فَلْیَرْغَبِ الْمُؤْمِنُ فِی لِقَآءِ اللّٰہِ مُحِقّاً فَاِنِّی لَااَرَی الْمَوْتَ اِلَّاسَعَادَۃً وَلَاالْحَیَاۃَ مَعَ الظَّالِمِیْنَ اِلَّا بَرَمًا"

حالات نے جورُخ اختیار کرلیا ہے وہ آپ دیکھ رہے ہیں، دنیا بدل چکی ہے، دنیا کی نیکی نے اپنا منہ موڑ لیا ہے، اب اس کا صرف تل چھٹ باقی رہ گیا ہے، جس طرح کسی برتن کی تہہ میں تھوڑا سا پانی رہ جاتا ہے کہ جسے زمین پر گرادیا جاتا ہے، اور پست اور ناچیز زندگی باقی رہ گئی ہے ناگوار چراگاہ کی مانند۔ آیا آپ لوگ نہیں دیکھ رہے کہ حق پر عمل نہیں ہورہا اور باطل سے منہ نہیں موڑا جارہا، ایسی صورت میں مومن کا حق بنتا ہے کہ وہ اپنے پروردگار کی ملاقات کی خواہش کرے، میں موت کو سعادت سمجھتا ہوں اور ظالموں کے ساتھ زندہ رہنے کو ننگ وعار جانتا ہوں۔

(تاریخ طبری جلد۵ ص ۴۰۳) میں ہے کہ، یہ فصیح و بلیغ خطبہ سن کر زُہیر قین کھڑے ہوگئے اور اپنے ساتھیوں سے کہا: "تم کچھ کہنا چاہتے ہو یا میں بات کروں؟" انہوں نے کہا "آپ ہی بیان فرمائیے !!" تو اس وقت جناب زُہیر بن قین نے خداوند عالم کی حمد وثنا کے بعد امام عالیمقامؑ کی خدمت میں عرض کیا:

"فرزند رسولؐ! ہم نے آپ کی بلند پایہ گفتگو کو اچھی طرح سنا ہے، تو اے فرزند رسولؐ! خدا کی قسم اگر اس دنیا کی ساری نعمتیں ہمارے اختیار میں دے دی جائیں اور ہمیں موت بھی نہ آئے اور کسی قسم کی نعمت بھی کم نہ ہو، پھر بھی ہم دنیا کی تمام آسائشوں کو ٹھوکر مار کر آپ کے ہم رکاب ہو کر لڑنے کو ترجیح دیں گے"

امامؑ نے ان کے حق میں دعا دی اور اچھے جواب سے نوازا۔

بہرحال قافلے نے کوچ کیا اور حر، امام علیہ السلام کے قدم بقدم چلتا رہا، جوں ہی حر کو بات کرنے کا موقع ملتا تو کہتا کہ "خدا کیلئے آپ اپنی جان کو بچانے کی کوشش کریں مجھے ڈر ہے کہ آپ کو شہید کردیا جائے گا"

(انساب الاشراف جلد۳ ص ۱۷۱، کامل ابن اثیر جلد۴ ص ۴۸) میں ہے کہ ایک موقع پر یہ سن کر امامؑ کو جلال آگیا اور فرمایا:

"اَبِالْمَوْتِ تُخَوِّفُنِیْ وَھَلْ یَعْدُوْبِکُمُ الْخَطْبُ اَنْ تَقْتُلُوْنِی وَسَاَقُوْلُ مَا قَالَ اَخُوا الْاَوْسِ لِابْنِ عَمِّہٖ وَھُوَ یُرِیْدُ نُصْرَۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ(ص) سَاَمْضِیْ وَمَابِالْمَوْتِ عَارٌ عَلٰی

اَلْفَتٰی اِذَا مَانَوٰی حَقًّا وَ جَاهَدَ مُسْلِمًا

اے حر! تم مجھے موت سے ڈرا رہے ہو؟ اور تم سے اور ہو ہی کیا سکتا ہے کہ تم مجھے قتل کر دو، لہٰذا میں اس موقع پر قبیلہ اوس کے اس شخص کے اشعار پڑھوں گا جو اس نے رسول خدا (ص) کی نصرت کے موقع پر اپنے چچا زاد بھائی کے لئے پڑھے تھے:

میں ضرور جاؤں گا اور موت کسی جوانمرد کیلئے باعثِ ننگ و عار نہیں ہے جبکہ اس کا ارادہ برحق ہو اور مخلصانہ کوشش کرے

آپ نے اسی طرح کے بہت سے اشعار پڑھے اور آخر میں کہا:

اگر میں زندہ رہ گیا تو پشیمان نہیں ہوں گا اور اگر مجھے موت آ گئی تو مجھے ملامت نہیں کی جائے گی، یہی ذلت تمہارے لئے کافی ہوگی کہ تم زندہ رہو اور ذلیل و خوار ہوتے رہو۔

(جب حر نے یہ اشعار سنے تو بڑے ناگوار انداز میں امامؑ سے علیحدگی اختیار کر لی، اور دور دور رہ کر ساتھ چلتا رہا)

۱۹۔ بیضہ

(مراصد الاطلاع جلد ا ص ۲۴۴) میں ہے کہ ''بیضہ'' با کے زیر کے ساتھ، واقصہ اور عذیب الھجانات کے درمیان ایک چشمے کا نام ہے۔

(طبری جلد ۷، کامل ابن اثیر جلد ۳، مقتل خوارزمی جلد ۱، انساب الاشراف، جلد ۳، مقتل الحسینؑ مقرم) میں درج ہے کہ

حضرت امام حسین علیہ السلام نے یہاں پہنچ کر حر اور ان کے ساتھیوں کو مخاطب کر کے بعد از حمد و ثناء ارشاد فرمایا:

''اَیُّهَا النَّاسُ اِنَّ رَسُوْلَ اللهِ قَالَ: مَنْ رَّاٰی سُلْطَانًا جَآئِرًا مُسْتَحِلًّا لِّحَرَامِ اللهِ نَاکِثًا عَهْدَهٗ، مُخَالِفًا لِّسُنَّةِ رَسُوْلِ اللهِ (ص) یَعْمَلُ فِیْ عِبَادِ اللهِ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ، فَلَمْ یُغَیِّرْ عَلَیْهِ بِفِعْلٍ وَّلَا قَوْلٍ کَانَ حَقًّا عَلَی اللهِ اَنْ یُّدْخِلَهٗ مُدْخَلَهٗ، اَلَآ وَاِنَّ هٰٓؤُلَآءِ قَدْ لَزِمُوْا طَاعَةَ الشَّیْطَانِ وَتَرَکُوْا طَاعَةَ الرَّحْمٰنِ وَاَظْهَرُوا الْفَسَادَ وَعَطَّلُوا الْحُدُوْدَ

وَاستَأثَرُوا بِالفَیءِ وَاَحَلُّوا حَرَامَ اللّٰهِ وَحَرَّمُوا حَلَالَهُ وَاَنَا اَحَقُّ مِمَّنْ غَيَّرَ وَقَدْ اَتَتْنِي كُتُبُكُمْ وَقَدِمَتْ عَلَيَّ رُسُلُكُمْ بِبَيْعَتِكُمْ "اَنَّكُمْ لَا تُسْلِمُونِي وَلَاتَخذُلُونِي"

فَاِنْ اَتْمَمْتُمْ عَلَيَّ بَيْعَتَكُمْ تُصِيبُوا رُشْدَكُمْ وَاَنَاالْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ وَابْنُ فَاطِمَةَبِنْتِ رَسُولِ اللّٰهِ، نَفْسِي مَعَ اَنْفُسِكُمْ وَاَهْلِي مَعَ اَهْلِيكُمْ، وَلَكُمْ فِيَّ اُسْوَةٌ وَاِن لَّمْ تَفْعَلُوا وَنَقَضْتُمْ عَهْدَكُمْ وَخَلَعْتُمْ بَيْعَتِي مِنْ اَعْنَاقِكُمْ فَلَعُمْرِي مَا هِيَ لَكُمْ بِنُكْرٍ، لَقَدْ فَعَلْتُمُوهَا بِاَبِي وَ اَخِي وَابْنِ عَمِّي مُسْلِمِ بْنِ عَقِيلٍ، فَالْمَغْرُورُ مَنِ اغْتَرَّ بِكُمْ فَحَظَّكُمْ اَخْطَاْتُمْ، وَنَصِيبَكُمْ ضَيَّعْتُمْ، وَمَن نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهِ وَ سَيُغْنِي اللّٰهُ عَنْكُمْ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ"

لوگو! حضرت رسول خدا (ص) کا ارشاد ہے کہ" جو مسلمان کسی جابر سلطان کو دیکھے کہ جو حرامِ خدا کو حلال جانے اور عہد خداوندی کو توڑ دے اور میری سنت کی مخالفت پر کمر بستہ ہو جائے اور خدا کے بندوں کے درمیان گناہ، معصیت، سرکشی اور دشمنی کو اختیار کرے، لیکن وہ مسلمان اپنے قول اور فعل سے اس کی مخالفت نہ کرے تو خدا پر حق بن جاتا ہے کہ ایسے خاموش منش شخص کو بھی اُسی ظالم و جابر شخص کے ساتھ جہنم میں داخل کرے۔" لوگو! گواہ رہو، ان (بنی امیہ کے) لوگوں نے خدا کی اطاعت کو ترک کر کے شیطان کی پیروی اپنے لئے لازم قرار دی ہے، برائیوں کو رائج اور حدود الٰہی کو معطل کر دیا ہے، مالِ فے (جو اہلبیتِ رسولؐ کے ساتھ مخصوص ہے اس) کو اپنے ساتھ مختص کر لیا ہے، خدا کے حرام کو حلال اور حلال کو حرام قرار دیدیا ہے، اس کے اوامر و نواہی کو بدل ڈالا ہے۔ میں مسلم امہ کی رہبری اور امامت کیلئے ان مفسدین سے کئی درجے بہتر ہوں جنہوں نے میرے جدامجد رسول مکرم (ص) کے دین کا حلیہ بگاڑ کے رکھ دیا ہے۔

علاوہ ازیں تمہارے دعوت نامے اور تمہارے قاصد میرے پاس پہنچے ہیں، ان کے ذریعہ تم نے مجھے کہا ہے کہ تم مجھ سے بیعت کر چکے ہو اور یہ عہد بھی کر لیا ہے کہ تم مجھے دشمن کے مقابلے میں تنہا نہیں چھوڑو گے، اور میری نصرت سے دستبردار نہیں ہو گے، اب بھی اگر تم اس عہد و پیمان پر باقی ہو اور اپنے قول کے پابند ہو تو سمجھ لو کہ تم نے انسانی سعادت اور اقدار کو محفوظ رکھا ہوا ہے، کیونکہ .... میں حسین بن علیؑ، فرزند زہراؑ ہوں میرا وجود تمہارے وجود کے ساتھ پیوستہ ہے اور تمہارے اہلِ خاندان و

اولاد میری اولاد کی مانند ہیں، (کیونکہ میرے اور مسلمانوں کے درمیان کسی قسم کی جدائی نہیں ہے، اس طرح تم میری اتباع کرو گے اور مجھے اپنے لئے اسوہ قرار دو گے) لیکن اگر تم نے عہد شکنی کی اور میری بیعت توڑ ڈالی تو مجھے اپنی جان کی قسم! یہ عمل تمہارے لئے کوئی نیا عمل نہیں ہوگا، اس لئے کہ تم نے میرے باپ علیؑ، میرے بھائی حسنؑ اور میرے چچازاد بھائی مسلم بن عقیلؑ کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا ہے۔

پس جو شخص تمہاری باتوں پر اعتماد کرے گا وہ دھوکہ ہی کھائے گا، تم اپنے بخت سے منہ موڑلو گے اور اپنے اسلامی حصے کو ضائع کردو گے، جو شخص عہد شکنی کرے گا وہ اپنا نقصان کرے گا اور اللہ تعالیٰ بہت جلد مجھے تم سے بے نیاز کردے گا۔

وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ.

۲۰۔ رُہیمہ

معجم البلدان ج ۳ ص ۱۵۹ کے مطابق، ''رُہیمہ'' راکے پیش کے ساتھ، ایک چشمے کا نام ہے جو شام کی راہ پر کوفہ کے نزدیک واقع ہے۔

(مقتل الحسینؑ خوارزمی جلد ۱، لہوف، مثیر الاحزان ابن نما، امالی صدوق مجلس ۳۰ حدیث اول) اس مقام پر اہلِ کوفہ میں سے ایک شخص جس کا نام ''ابو ہرم'' ہے، امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا:

''فرزند رسولؐ! کس چیز نے آپ کو آپ کے نانا رسول خداؐ کے حرم میں نہیں رہنے دیا؟''

تو امامؑ نے فرمایا:

''اے ابو ہرم! بنی امیہ نے میری حرمت کو پامال کیا، میں نے صبر کیا، میرے مال کو قبضہ میں لے لیا، تو میں نے تحمل کا مظاہرہ کیا، اب وہ میرے خون کے درپے ہو چکے ہیں، اسی وجہ سے میں نے امن خداوندی کے حرم کو بھی خیر باد کہہ دیا ہے، خدا کی قسم یہ لوگ مجھے قتل کر کے ہی رہیں گے۔ اور جب وہ ایسا اقدام کریں گے تو خداوند عالم ان کے اجسام کو لباسِ مذلت سے ڈھانپ دے گا، ان پر خون آشام تلواروں کو مسلط کردے گا اور ان پر ایسے شخص کو حکمران کی صورت میں مسلط کرے گا جو انہیں ذلیل و

رسوا کرے گا''۔

۲۱۔عُذَیب الہجانات
(پیر، ۲۸/ذی الحجہ ۶۰ھ)

(مراصد الاطلاع جلد۲ ص ۹۲۵ میں ہے کہ)عُذَیب الہجانات ایک وادی کا نام ہے جو بنی تمیم کی طرف منسوب ہے اور قادسیہ تک اس کا فاصلہ چھ میل بنتا ہے۔

(مراصد الاطلاع جلد۲ ص ۹۲۵ میں ہے کہ) امام حسین علیہ السلام کا یہ نورانی قافلہ منزلیں طے کرتا ہوا جب ۲۸ ذی الحجہ بروز پیر یہاں پہنچا تو اچانک کچھ لوگ یہاں آن پہنچے، جن کے نام یہ ہیں، نافع بن ہلال، مجمع بن عبداللہ، عمرو بن خالد اور طرماح بن عدی۔

ان کا رہنما طرماح بن عدی تھا، جب یہ سب امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حر نے ان کی طرف منہ کر کے کہا: ''ان لوگوں کا تعلق چونکہ کوفہ سے ہے میں انہیں گرفتار کر کے ابھی کوفہ بھیجتا ہوں' امام عالیمقام ؑ نے فرمایا: ''میں تمہیں اس طرح کی اجازت نہیں دوں گا اور جس طرح میں اپنے آپ کو تمہاری اذیتوں سے بچاؤں گا اسی طرح ان کی بھی حفاظت کروں گا، اس لئے کہ یہ میرے اسی طرح یار و مددگار ہیں جس طرح میرے ساتھ مدینہ سے آنے والے دوسرے دوست ہیں، لہٰذا اگر تم اپنے اس عہد پر قائم ہو جو میرے ساتھ کیا ہے تو پھر انہیں آزاد رہنے دو ورنہ پھر ہماری تمہاری لڑائی ہوگی'' یہ سن کر حر اپنے ارادے سے باز آ گئے، اور امام علیہ السلام نے مہمانوں سے فرمایا:

''بتایئے کوفہ کے کیا حالات ہیں؟''

اس پر مجمع بن عبداللہ عائذی نے کہا:

> ''کوفہ کے بڑے لوگوں اور سرداروں کو حکومت نے بڑی بڑی رشوتیں دے کر خرید لیا ہے، ان کے دل بنی امیہ کیلئے نرم ہو چکے ہیں، اب وہ یک دل و زباں ہو کر آپ کے ساتھ دشمنی پر کمر بستہ ہو چکے ہیں، رہے عوام الناس، تو اس وقت ان کے دل آپ کے ساتھ ہیں البتہ کل ان کی تلواریں بھی آپ کے خلاف اٹھ جائیں گی''۔

اس کے بعد امام علیہ السلام نے اپنے ایلچی قیس بن مسہر صیداوی کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے کہا:



مسیر حرکت امام حسین(ع)